(الحق رپورٹ)

صلیبی دنیا اور اسلام

عیسائی صلیبی جنگوں کو نہیں بھولے اور وہ اب بھی کسی نئے صلاح الدین ایوبی کے تصور سے خوف زدہ ہیں۔ انہیں ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ مسلمان ایک بار پھر قوت بن جائیں گے اور ان سے عالمی قیادت چھین لیں گے۔ اسی خوف نے ان کے ہاتھوں شاہ فیصلؒ کو اور ضیاء الحقؒ کو شہید اور الجزائر میں جمہوریت کا بستر گول کرایا۔ عالم سلام کے جس لیڈر پر بھی انہیں شک گزرتا ہے کہ مستقبل میں وہ اسلامی دنیا کا قائد بن سکتا ہے پہلے تو اس کی ردار کشی کرتے ہیں، اگر اس سے کام نہ چلے تو پھر اسے موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ سوویت یونین اور سرد جنگ کے مانے کے بعد مغرب اسلام سے کچھ زیادہ ہی خوف زدہ ہو گیا ہے حالانکہ نہ تو اسلام صرف مسلمانوں کا دین ہے اور نہ سلمان اہل مغرب کا بُرا سوچتے ہیں۔ اسلام پوری انسانیت کے لیے دین ہے اور ایک سچا مسلمان وہی ہے جو دوسروں ا بھلا سوچے۔ دوسرے کو غلام یا مطیع بنانا مسلمان کی سوچ نہیں ہو سکتی۔ ایک سچے مسلمان کا تو نصب العین ہی یہ ہے کہ ی خدا کو شرک سمیت ہر قسم کی برائی اور گناہ سے روک کر اسے جہنم میں جانے سے بچا سکے۔ دوسروں پر بزور قوت بضہ کرنا یا تسلط جمانا اسلامی نظریہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود مغرب پر خوف طاری ہے، اسی لیے صلیبی دنیا نے لمانوں کے خلاف ایک غیر اعلانیہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔ یہ جنگ کیا صورت اختیار کرے گی اور صلیبی دنیا نے جنگ کیوں شروع کر رکھی ہے، اس کو سمجھنے کے لیے عالمی ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والے چند تبصرے ں میں دیئے جا رہے ہیں۔

یکولر فرانس اور اسلام

(وال اسٹریٹ جنرل کی رپورٹ)

فرانس میں پردے کو چھوت کی بیماری سمجھا جاتا ہے اور وہاں کی باپردہ مسلم طالبات سبق کے بجائے اپنی مشکلات کو سمجھنے میں مصروف ہیں۔ ایشین وال اسٹریٹ جنرل کے مطابق گزشتہ دنوں یورسٹی کی ایک طالبہ بشریٰ کو پروفیسر نے انتباہ کیا کہ وہ اسکارف یا کلاس میں سے کسی ایک چیز کو ترک کر دے۔ ے ہفتے جب یہ طالبہ کلاس شریک ہوئی تو پروفیسر نے کلاس لینے سے انکار کر دیا اور احتجاجاً کلاس چھوڑ کر باہر نکل تیسرے ہفتے جب طالبہ نے باحجاب رہتے ہوئے کلاس لینے پر اصرار کیا تو پروفیسر نے اس کا بازو پکڑ کر کلاس سے بردستی باہر نکال دیا اور خود دروازے پر کھڑا ہو گیا تاکہ طالبہ کلاس میں داخل نہ ہو سکے۔ ۲۲ سالہ طالبہ نے کہا کہ پروفیسر

کا رویہ بالکل بچگانہ تھا اور ایسا لگتا تھا گویا بچوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ بچوں کی لڑائی جیسے یہ واقعات فرانس میں اب عام ہو چکے ہیں اور پروفیسر سمجھتے ہیں کہ حجاب کے استعمال سے فرانس کی اقدار کے تباہ ہونے کا خدشہ ہے جب کہ طالبات اس کو اپنا حق سمجھتی ہیں جس سے فرانس اور مسلم طبقے میں خلیج بڑھتی جا رہی ہے۔ مذکورہ طالبہ نے کہا کہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جیسے مجھ کو چھوت کی بیماری لاحق ہے جو دوسروں کو لگ جائے گی۔ مذکورہ طالبہ کی رائے بالکل درست ہے اور فرانس کی حکومت اب مسلم اقدار کو چھوت کی بیماری ہی خیال کرنے لگی ہے جو فرانس سے بڑھتی ہوئی پورے مغربی یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ الجزائر کی اسلامی لہر نے فرانس کے خدشات میں اضافہ کر دیا ہے اور وہاں کے پالیسی ساز "اسلامی لہر" سے مقابلہ کرنے کے لیے کسی مناسب پالیسی کی تشکیل پر غور کر رہے ہیں۔ ایک ہفت روزہ کے مطابق اسلام اب فرانس کا نمبر ایک خطرہ بن چکا ہے جس کے باعث فرانس کی روایتی آزاد خیالی کو نقصان پہنچ رہا ہے کیوں کہ اگر اسکارف کا استعمال ہونے دیا گیا تو بھی اقدار تباہ ہو جائیں گی اور اگر اس پر پابندی عائد کی گئی تو یہ بھی آزاد خیالی کے نظریات کے منافی ہوگا۔ درمیانی راہ کون سی ہو سکتی ہے، یہ فیصلہ ابھی وہاں کے پالیسی ساز نہیں کر سکے ہیں۔

اسلام کا خطرہ اور مغربی رہنما

(سنڈے ٹائمز کی رپورٹ)

مغرب کے پاس ان دنوں کوئی عظیم رہنما نہیں ہے اور اسلام ایک خطرے کی صورت میں ابھر رہا ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک کے رہنما اس تدبر، بصیرت اور دور اندیشی سے محروم ہیں جو تاریخ کے اس موڑ پر مطلوب ہے۔ آج کل سیاست جس رخ پر پروان چڑھ رہی ہے اس سے انتہائی کم اہل لیکن حکمرانی کے خواہش مند قائدین سامنے آتے ہیں جن کے فیصلے وقتی ہوتے ہیں اور وہ دور تک دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ لوگ ایسے کارنامے کرنے کی باتیں کرتے ہیں جن سے وہ تاریخ کے صفحات میں جگہ بنا سکیں لیکن تاریخ کے صفحات میں جگہ خواہشات سے نہیں بلکہ نظریات سے بنتی ہے۔ سنڈے ٹائمز نے سال نو کے حوالے سے مغربی قائدین کا ایک مجموعی تجزیہ شائع کیا ہے اور مغرب کے جمہوری نظام کے مقابل ابھرتے ہوئے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان قائدین کی صلاحیتوں پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ تجزیئے میں کہا گیا ہے کہ سرد جنگ کے بعد کے دور کو آسان سمجھا جا رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے سے ملنے والی کامیابیاں بھی سرد جنگ کے ساتھ ہی ماضی کا حصہ بن چکی ہیں اور اب ایک ایسے رہنما کی تلاش ہے جو صدی کے آخری حصے میں ماضی کی جانب تکنے کے بجائے رجائیت کے ساتھ مستقبل پر نظر جما سکے لیکن نظریات کی عدم موجودگی کے سبب کوئی نئی راہ تراشنے کا اہل رہنما نظر نہیں آتا اور تاریکی بڑھ رہی ہے۔ سرد جنگ کے خلاف مؤثر حکمت عملی تیار کرنے والے ذہن ضعیف العمری، بیماریوں اور سیاسی انتشار کا شکار ہو کر دنیا کی شکل و صورت کے مطابق پالیسیاں تیار کرنے کیلئے

نااہل ہو چکے ہیں۔ مرکزی کردار امریکہ کا ہے جہاں کا صدر خود اپنے ملک میں وسط مدتی الیکشن میں شکست فاش سے دوچار ہو چکا ہے اور مغرب کی ترجمانی کرنے کے بجائے کرداری کمزوریوں اور سیاسی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نظر آتا ہے۔ روس سرد جنگ کا شکار ہو کر اپنے زخم چاٹنے میں مصروف ہے۔ اس کی معیشت پر بدامنی کا راج ہے اور عوام کے سامنے کوئی واضح منظر نامہ نہیں ہے چین نئی سرد جنگ کی ابتدا کرتا نظر آتا ہے۔ جان میجر اپنی پارٹی کی سلامتی کی فکر میں گھلے جا رہے ہیں۔ لندن اور واشنگٹن کے روابط خصوصی نہیں رہے ہیں۔ صدر متراں کی صحت گر رہی ہے اور ان کے جانشین خاندان کو اہمیت دیتے ہیں۔ اٹلی غیر یقینی صورت حال میں گھرا ہوا ہے۔ جرمنی کے چانسلر کوہل ذرا بہتر ہیں لیکن انہیں خود اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ مغرب کے قائدین میں ان کا مقام کیا ہے۔ انہی قائدین سے کام چل سکتا تھا اگر درپیش خطرات ذرا کم ہوتے لیکن چیلنجز غیر معمولی ہیں اور یہ رہنما خود فریبی میں مبتلا ہیں اور سرد جنگ کی کامیابی کو اختتام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مغرب آئندہ کے چیلنجز کے لیے بالکل بھی تیار نظر آتا۔ بوسنیا کے تنازعہ نے اس صورت حال کو مزید واضح کر دیا ہے۔ جمی کارٹر ایک نئے ثالث بن کر ابھرے ہیں لیکن اگر ان کی بھاگ دوڑ پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسائل کو حل کرنے کے بجائے تباہی کو مؤخر کر رہے ہیں۔ عوام میں رہنماؤں کے لیے عدم احترام کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں اور تاریخ کا حصہ بننے کے دعوے داروں کے ناموں کے سورج بدنامی کے غاروں میں ڈوب رہے ہیں۔ نئے سیاست دان بد سے بدتر ثابت ہو رہے ہیں نئے سال کا آغاز ہے اور یہ سوچ مایوسی میں اضافہ کر رہی ہے۔

اسلام کے خلاف ریڈرز ڈائجسٹ کی میڈیا وار

دنیا کے کئی ممالک اور کئی زبانوں میں شائع ہونے والا امریکی ماہنامہ "ریڈرز ڈائجسٹ" ان دنوں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا مہم میں مصروف ہے اور اس ادارے نے اسلام کے خلاف منافرت پھیلانے والے اپنے مضامین کی عام اشاعت کی اجازت دے دی ہے تاکہ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کی رفتار تیز تر کی جا سکے۔ اپنے ایک تازہ مضمون میں ریڈرز ڈائجسٹ نے لکھا ہے کہ اسلامی ریاست فاشسٹ اور کمیونسٹ ریاستوں سے مشابہت رکھتی ہے جب کہ ایک جگہ مسلمانوں پر طنز کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ یہ لوگ دوسروں پر اسلام مسلط کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔ ڈائجسٹ اسرائیلی ذرائع پر انحصار کرتا ہے اور ایک منصوبے کے تحت اسلام کے خلاف منافرت پھیلا رہا ہے اور اسلامی تنظیموں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ ڈائجسٹ کا یہ زہریلا پروپیگنڈہ قارئین پر منفی اثرات مرتب کر رہا ہے اور ایک حالیہ سروے کے مطابق اتنیس فیصد امریکی باشندے اب مسلمانوں کو خطرہ تصور کرتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والے جرائم پر کوئی احتجاج کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔

جرمنی بھی فرانس کے نقش قدم پر

(امپیکٹ انٹرنیشنل کی رپورٹ)

فرانس کے بعد جرمنی بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میڈیا وار میں شریک ہو چکا ہے اور وہاں کے سیاستدانوں نے متفقہ طور پر اسلام اور شریعت کو جرمنی کے آئین سے متصادم قرار دے دیا ہے جس کے بعد جرمنی میں مقیم مسلمانوں میں بھی فرانس کے مسلمانوں کی طرح تشویش کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ امپیکٹ انٹرنیشنل کے حالیہ شمارے کے مطابق جرمنی کے ذرائع ابلاغ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر چکے ہیں جس کا اثر اسلام کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے جرمن باشندوں پر نظر آنے لگا ہے۔ گزشتہ فروری میں جرمنی کے سربراہ چانسلر ہلمٹ کوہل نے سالانہ کانفرنس برائے سیکورٹی پالیسی کے سلسلے میں اسلامی بنیاد پرستی کو سنگین خطرہ قرار دیتے ہوئے یورپ میں اسلامی توسیع پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جانے کا مشورہ دیا تھا جس کے بعد جرمن اخبارات میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مضامین کا سیلاب آ گیا اور ذرائع ابلاغ نے اسلام کو یورپ کے لیے کمیونزم سے بھی بڑا خطرہ ثابت کرنا شروع کر دیا۔ ایک موقر فرانسیسی روزنامے کے مطابق یورپ کو درپیش اسلامی خطرے کا موثر مقابلہ کرنے کے لیے پیرس اور بون میں قریبی تعاون پایا جاتا ہے۔ چانسلر ہلمٹ کوہل کے خیال میں پورے یورپ میں انتہا پسندوں کی سب سے بڑی تعداد جرمنی میں موجود ہے۔ صدر کلنٹن اور ہلمٹ کوہل کی ملاقاتوں میں بھی شمالی افریقہ کے حوالے سے اسلام سے پیدا شدہ خطرے کو سرفہرست موضوع کی حیثیت حاصل رہی تھی لیکن سب سے پریشان کن بات یہ ہے کہ جرمنی کے قانون دان اور دستور نویس اسلامی قوانین اور شریعت پر اعتراض کرتے ہوئے مشورہ دے رہے ہیں کہ اسلامی حقوق سرکاری منظوری کے مستحق نہیں ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اگر یہ خیالات سرکاری پالیسی کی شکل اختیار کر گئے تو جرمنی میں آباد پچاس لاکھ مسلمانوں کو برابری کے حقوق حاصل کرنے میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے باعث اسکول کے مسلمان بچوں سے دینی تعلیمات کے حصول کا حق چھین لیے جانے کا خدشہ ہے۔ فی الحال جرمنی میں مسلمان بچوں کو اپنے دین کی تعلیمات کے حصول کا حق حاصل ہے لیکن اگر یہ تعلیمات جرمنی کے آئین سے متصادم ثابت ہوئیں جس کا اندیشہ ہے تو مسلمان بچے اسکولوں میں اپنے دین کی تعلیم حاصل کرنے کے حق سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ جرمنی میں مسلمان باشندوں کو اہم عہدوں سے برطرف کر دیا جائے گا۔ جرمنی کے مسلمانوں نے ان تمام خطرات کو واضح طور پر محسوس کرنا شروع کر دیا ہے جو ذرائع ابلاغ کے زہریلے پروپیگنڈے کے باعث پیدا ہو سکتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ جرمنی بھی مسلمانوں کے خلاف معاندانہ مہم شروع کر چکا ہے اور یہ سلسلہ آنے والوں دنوں میں بڑھتا ہی جائے گا۔ وہ پروپیگنڈے کا توڑ کر سکتے ہیں اور نہ حملوں کا جواب دینے کی بھرپور سکت رکھتے ہیں لہذا جرمنی کے آئینی شہری ہونے کے باوجود اجنبی ہو چکے ہیں۔

امریکی وکلاء پر مسلمانوں کی دہشت

مسلمانوں سے تعصب اور یہ خوف کہ انتہا پسند ہمیں مار ڈالیں گے کی وجہ سے امریکی وکلاء کی اکثریت ورلڈ ٹریڈ سینٹر نیویارک کے

دھماکے میں ملوث نابینا مصری عالم شیخ عمر عبدالرحمٰن اور ان کے گیارہ ساتھیوں کے خلاف مقدمہ کے پینل میں شمولیت کے لیے تیار نہیں۔ اب تک ۱۰۰ میں سے ۲۴ وکلا کا پینل کے لیے انتخاب ہوا ہے اور امریکیوں سے خوف کا یہ عالم ہے کہ ان کے نام انتہائی خفیہ رکھے جا رہے ہیں اور نام کی بجائے انہیں شناخت کے لیے نمبر دے دیے گئے ہیں، حتیٰ کہ امریکی ڈسٹرکٹ جج کو بھی ان کے ناموں کا علم نہیں۔۔۔ وکلا کو پینل میں شمولیت کے لیے جو سوالنامہ دیا گیا اس میں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے شدید جذبات کا اظہار کیا ہے۔ سوالنامے میں پوچھا گیا ہے کہ مقدمہ میں ملوث ملزمان مذہب اسلام کے پیروکار ہیں اور آپ اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں کیا موقف رکھتے ہیں۔ ایک وکیل نے تحریر کیا کہ مجھے اسلام اور مسلمانوں سے واقعتاً بغض ہے کیوں کہ مسلمان اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تشدد کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک اور وکیل نے لکھا کہ مجھے مذہبی جنون خوفزدہ کرتا ہے اور اگر میں ان کے خلاف مقدمہ میں دلائل دوں تو مجھے اپنے اور خاندان کے قتل کر دیے جانے کا خدشہ ہے۔ تیسرے نے کہا کہ میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتا کیوں کہ میرا ایک بھائی مسلمانوں کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے جو پان ایم کی لاکربی اسکاٹ لینڈ کے مقام پر تباہ ہونے والی پرواز میں تھا۔ اس طیارے کی تباہی کا الزام لیبیائی باشندوں پر عائد کیا جاتا ہے۔ بعض وکلاء نے تحریر کیا کہ نیویارک کے عرب ٹیکسی ڈرائیور بہت بدتمیز ہیں لہٰذا مسلمانوں سے نفرت فطری ہے جب کہ ایک وکیل کا موقف ہے کہ میں ایک ایسے پیٹرول پمپ سے اپنی گاڑی کے لیے پیٹرول لیتا ہوں جس کا مالک مقدمہ میں ملوث مسلمان محمد صالح ہے مجھے اس سے نفرت ہے واضح رہے کہ نیویارک ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکے میں ملوث ان ملزمان کے خلاف مقدمے کی کارروائی جو شروع ہو چکی ہے اس کے کئی ماہ تک جاری رہنے کا امکان ہے جب کہ اس مقدمے میں ملوث چار افراد کو پہلے ہی عمر قید کی سزائیں دی گئی ہیں۔

اسلام اور عصر حاضر مغربی افکار تہذیب و تمدن اور عالم اسلام پر اس کے اثرات کا تحلیل و تجزیہ، بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک، یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کر دے گی۔

تحریر: مولانا سمیع الحق "مدیر الحق" صفحات ۲۹۴ — قیمت ۱۲۰ روپے۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد۔